کالا باغ ڈیم

نام نہاد منصوبہ سازوں نے ہمیں غیروں کی محتاجی کے جال میں پھنسا دیا ہے۔

کالا باغ ڈیم کا منصوبہ اپنی تمام تر افادیت کے باوجود طویل عرصے سے سیاسی شعبدہ بازوں کی گیدڑ بھبکیوں کا شکار ہو کر سرد خانے میں پڑا ہے۔ پروگرام کے مطابق اس کی تکمیل 1992ء میں ہو جاتی تو آج ملک بھر کے عوام بجلی کے ہوشربا نرخوں اور لوڈشیڈنگ کے عذاب سے نجات پا چکے ہوتے صنعت و زراعت میں غیر معمولی ترقی اور پیداوار میں اضافے کی بناء پر طلب اور رسد کا فرق کم ہو جاتا جس سے عوام خوراک اشیائے ضرورت اور بجلی کی سہولت کی کمی اور گرانی کے ہاتھوں جاں بلب ہونے کی بجائے سکھ کا سانس لیتے اور وطن عزیز میں خود کفالت اور خوشحالی کا دور دورہ شروع ہو جاتا لیکن یہ اس ملک کے محنت کش عوام کے خون پسینے کی کمائی پر عیش اڑانے والے جاگیرداروں' سرمایہ داروں کو گوارا نہیں استحصالی طبقوں کی بقاء اسی میں ہے کہ عوام دو وقت کی روٹی کے چکر سے باہر نہ نکل سکیں اور یہ ان کا لہو نچوڑ کر اپنے محلوں میں عیش و عشرت کے چراغ روشن کرتے رہیں اس مقصد کے لئے یہ خان یہ سردار یہ چودھری یہ وڈیرے عوام کو علاقائی اور لسانی تعصبات کی بھٹی میں جھونکنے کے لئے ہر وقت مستعد نظر آتے ہیں۔

چنانچہ کالا باغ ڈیم جیسے قومی اور پنجاب سرحد سندھ اور بلوچستان کے پسے ہوئے عوام کی خوشحالی کے ضامن تعمیری منصوبے پر بھی عوام دشمن استحصالی عناصر نے علاقائی اور لسانی ملبہ ڈال کر اسے کالعدم بنا رکھا یہ ہماری حکومتوں کی جو خود کو بارہ کروڑ پاکستانی عوام کی نمائندہ قرار دیتی ہیں' غفلت یا نا اہلی ہے کہ وہ مٹھی بھر فتنہ پروروں کے پراپیگنڈہ کا اثر زائل کرنے اور تمام صوبوں کے عوام کو کالا باغ ڈیم کے بارے میں حقائق اور اس کی افادیت سے آگاہ کرنے سے گریزاں ہیں۔ حالانکہ ان کے کنٹرول میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے موثر ذرائع ابلاغ موجود تھے تمام صوبوں کے اہل و دانش کالا باغ کو ملک و قوم اور آنے والی نسلوں کے بہتر مستقبل کی ضمانت سمجھتے ہیں کچھ عرصہ قبل کالا باغ ڈیم کے موقع پر منعقدہ ایک سیمینار میں اس منصوبے کی اہمیت و افادیت واضح کرنے والے ملک کے چار نامور مایہ ناز انجینئروں میں سے جو واپڈا کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں دو کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے اسی طرح اگر حکومتی ذرائع ابلاغ جو صرف بے ہودہ ناچ گانوں پر ہی قومی سرمایہ لٹا رہے ہیں کالا باغ ڈیم کی افادیت کے بارے میں چاروں صوبوں کے مزدوروں' کسانوں اور محنت کش عوام کے صحیح نمائندوں کے ذریعے اصل حقائق سے عوام کو آگاہ کرنے کا فرض پورا کرتے تو کالا باغ کو بم سے اڑانے کی دھمکیاں دینے والے کانگریسی سیاستدانوں کو بوریا بستر گول کرنا پڑتا اور محض ہوس اقتدار کی خاطر قائداعظم کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں اور پاکستان کی مقدس سرزمین میں دفن ہونا بھی پسند نہ کرنیوالوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالنے والے بھی بے نقاب ہو جاتے۔

کالا باغ ڈیم کا منصوبہ مستقبل قریب کی انتہائی شدید ضروریات کو پورا کرنے' بجلی کی کامیابی اور اس کی قیمت میں ناقابل برداشت اضافے ملک میں قحط جیسے حالات' عوام کے پیٹ بھرنے کے لئے خوراک کی درآمد پر بے دریغ زرمبادلہ کے خرچ اور آب پاشی کیلئے پانی کے قطرے قطرے پر لڑائی جھگڑے اور خانہ جنگی کے خطرات سے بچنے کے لئے انتہائی لازمی ہے۔ یہ منصوبہ کسی بھی علاقے کے عوام کے لئے نقصان دہ نہیں بلکہ یہ ملک کے بچے بچے کیلئے خوشحالی اور بہتر مستقبل کی نوید ہے۔

کالا باغ ڈیم ملک کے چھٹے پانچ سالہ منصوبے کا حصہ تھا۔ پروگرام کے مطابق اسے ستمبر 1992ء میں مکمل ہونا چاہئے تھا۔ ملکی اور

غیر ملکی ماہرین نے اسے طویل غور و خوض اور انتھک ریسرچ کے بعد قابل عمل اور انتہائی مفید قرار دیا تھا اور واضح کیا تھا کہ اس سے کسی شہر کے ڈوبنے کا خطرہ نہیں۔ یہی نہیں بلکہ محض بعض لوگوں کے من گھڑت مفروضوں کا تاثر ختم کرنے کیلئے بعد ازاں اسکے ڈیزائن میں تبدیلی کر کے اسکی اونچائی دس فٹ کم کر دی گئی حالانکہ اسکی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ ڈیموں کی تعمیر کے ذریعے دریائی پانی کو سمندروں میں گر کا ضائع ہونے سے بچا کر نہ صرف سستی بجلی اور خوراک کی پیداوار بڑھانے کا مقصد حاصل کر رہی ہے بلکہ سیلابوں پر کنٹرول کرنے میں بھی کامیابی حاصل کی جا رہی ہے۔ اس وقت دنیا میں 200 فٹ اونچائی کے تین سو کے قریب ڈیم زیر تعمیر ہیں جن میں سے زیادہ تر بھارت' چین' ایران اور ترکی میں بن رہے ہیں۔ لیکن پاکستان غالباً دنیا کا واحد ملک ہے جس میں کوئی ڈیم زیر تعمیر نہیں اس ملک میں اقتدار عالیہ کے مزے لوٹنے والے تمام حکمرانوں نے دور حاضر کی پانی کی ذخیرہ اندوزی کی ٹیکنیک سے فائدہ اٹھانے پر کوئی توجہ نہیں دی' آمر مطلق ضیاء الحق گیارہ سال کا طویل عرصہ ملک کے سیاہ سفید کا مالک بنے رہنے کے باوجود اس نے عوام کی تقدیر بدل دینے والے منصوبے کالاباغ ڈیم کی تعمیر کی کوشش نہیں کی اسکے بعد آنے والی حکومتوں نے بھی محض اپنی کرسی کو ایک مفروضہ خطرے سے بچانے کی خاطر کالاباغ ڈیم کے منصوبے میں ہاتھ نہیں ڈالا۔ جسکا نتیجہ اس ملک کے کروڑوں عوام بجلی کی شدید کمی اور اس کی قیمتوں میں ہوشربا گرانی اور اس سے پیدا شدہ کمر توڑ مہنگائی کی صورت میں بھگت رہے ہیں۔ غذائی اعتبار سے مستقبل قریب میں ہمارا کیا حشر ہونے والا ہے۔ اسکا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ہم ایک زرعی ملک کے ہوتے ہوئے بھی آلو' ٹماٹر اور چینی اپنے بدترین مخالف ہمسائے بھارت سے منگوانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ وہ ہمارے منصوبہ سازوں کیلئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ کالاباغ اور دوسرے ڈیموں کی تعمیر نہ ہونے سے قحط کے جو مہیب سائے قوم پر پڑنے شروع ہو چکے ہیں وہ ہمیں کہاں لے جائیں گے۔ دنیا کی دوسری بڑی طاقت روس کے بکھرنے میں سب سے بڑا عنصر خوراک کی عدم خود کفالت تھا۔ روس نے جدید ترین اسلحہ ایٹمی و دیگر انتہائی تباہ کن ہتھیار بنانے میں تو خوب کامیابی حاصل کی چاند ستاروں پر تو کمندیں ڈال دیں لیکن اپنے عوام کے لئے غذائی خود کفالت پیدا کرنے میں ناکام رہا۔ اسکی مخالف دوسری بڑی طاقت امریکہ نے خوراک کے معاملے میں بار بار اسے جھٹکے دیئے یہاں تک کہ روس کی شان و شوکت کی عظیم الشان عمارت ریت کے گھروندے کی طرح بکھر گئی۔ روسی پنیر کے بدلے ایٹم بم دینے کو تیار ہو گئے لیکن خزاں رسیدہ پتوں کی طرح بکھرنے سے نہ بچ سکے۔ روس کے مقابلے میں ہماری حیثیت ہی کیا ہے اگرچہ ہماری پستی کی بنیادی وجہ صرف یہ ہے کہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہمارے وطن عزیز کو قائداعظم کے بعد کوئی مخلص رہنما نہیں مل سکا۔ نااہل اور غیر ملکی سامراجیوں کے ایجنٹ ہمارے نام نہاد منصوبہ سازوں نے پچاس سال میں صرف ایک ہی کام کیا کہ ہمیں غیر ملکی استحصالی طاقتوں کی محتاجی کے جال سے باہر نہیں نکلنے دیا۔ یہاں یہ امر باعث ذکر و تشویش ہے کہ تربیلا اور منگلا ڈیم وغیرہ میں تہہ پر دریائی پانی کی مٹی گار کی شکل میں جمع ہوتی جا رہی ہے۔ جس کی سطح دن بدن بلند ہوتی جا رہی ہے۔ جو بہت تھوڑے عرصے کے بعد پانی کے ذخائر اور بجلی کے پیداوار میں شدید کمی کا باعث بن جائے گی اور پانی اور بجلی کے پیداوار میں شدید کمی کا باعث بن جائے گی اور پانی اور بجلی کا معاملہ بحرانی کیفیت سے دوچار ہو جائے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مقتدر طبقے اقتدار کی میوزیکل چیئرز کے کھیل سے تھوڑا وقت نکال کر اس سنگین مسئلے پر توجہ دیں جو مستقبل قریب کیلئے اقتصادی ٹائم بم کی حیثیت کا حامل ہے۔

یہاں یہ امر خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ ہائیڈل پاور یعنی پانی کے ذریعے پیدا ہونے والی بجلی چند پیسے فی یونٹ پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ تھرمل پاور یعنی کوئلہ گیس وغیرہ سے بننے والی بجلی چار پانچ روپے فی یونٹ تیار ہوتی ہے۔ آج کل تھرمل پاور پلانٹ لگانے کی جو خوشخبریاں سنائی جا رہی ہیں وہ بے سود ہیں کیونکہ اتنی مہنگی بجلی عوام کے خریدنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتے لہٰذا ہائیڈل پاور ہماری قومی اور عوامی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں کالاباغ ڈیم ہماری بقاء کے لئے ناگزیر ہیں۔ جس کی طرف پرویز مشرف نے بھی پیش رفت کی ہے خدا کرے یہ دعوے حقیقت کا روپ دھار لے مگر یقین نہیں۔

دعائے مغفرت

گذشتہ دنوں حکیم عبدالستار مدنپوری (مسلم دواخانہ) کی زوجہ محترمہ اور حافظ عبدالحنان' حافظ عبدالمنان' عبدالرزاق اور عبدالواحد کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔ مرحومہ نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ قارئین سے ان کی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)